یہ میرا پاکستان ہے، یہ تیرا پاکستان ہے

محمد یاسر حبیب

اسلامی جمہوریہ پاکستان آج جن حالات سے دوچار ہے اس کی وجہ سے ملک میں رہنے والا ہر باشعور شہری پریشان اور فکرمند ہے، ملک عزیز میں بڑھتی ہوئی انارکی، ہوشربا مہنگائی، گراں فروشی، بدامنی، اشیاء خورد و نوش کی عدم دستیابی اور بدانتظامی نے ملک میں رہنے والے شہری کا جینا دوبھر کر دیا ہے اس وقت ملک کے عوام کو آٹے، چینی، گھی، بجلی، گیس، پانی کی عدم دستیابی، اشیاء ضروریہ کی قلت، پیٹرول اور دیگر توانائی کے عناصر کی قیمتوں میں ہوشربا اضافے کا سامنا ہے لیکن ملک کی صاحب اقتدار شخصیات عوامی مسائل کو پس پشت ڈال کر اپنے اقتدار کے دوام کے لیے کوشاں ہیں انہیں نہ تو عوامی مسائل کے حل کرنے میں کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی عوام کی مشکلات کا احساس ہے۔ ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی، قتل و غارت گری اور آئے دن ہونے والے خودکش حملے، جن کا یہ حال ہے کہ صبح گھر سے نکلنے والے کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ آیا وہ شام کو اپنے قدموں پہ چل کے گھر لوٹے گا یا خون میں نہائی ہوئی اس کی لاش چل کر گھر جائیگی، ایسی تشویشناک صورتحال میں ملک میں رہنے والا ہر محبّ وطن شہری ملک کو ایک ناکام ریاست تصور کرنے لگا ہے، جو ملک عزیز کے لیے کسی بھی لحاظ سے سودمند اور خوش آئندہ نہیں ہے۔

ملک عزیز کو موجودہ صورتحال تک لانے والے حکمران وہی ہیں جنہوں نے جمہوریت پر شب خون مارتے وقت عوام کو انہی مسائل کا احساس دلا کر دو تہائی اکثریت رکھنے والے وزیراعظم کو ہائی جیکر قرار دے کر ملک بدر کیا تھا اور اپنے لیے اقتدار پر قابض ہونے کا جواز میں انہیں مسائل کو عوام کے سامنے رکھا تھا۔ آج کے پاکستان کو دیکھ کر سمجھ نہیں آتا کہ آیا یہ وہی پاکستان ہے جس کے لیے ہمارے آباؤ اجداد نے اتنی قربانیاں دیں تھیں، جس کے حصول کے لیے مسلمان ماؤں بہنوں نے اپنی عزتوں کو سکھوں اور بلوائیوں کے ہاتھوں لٹوا دیا تھا۔ پاکستان کو وجود میں آئے باسٹھ سال ہو چلے ہیں، باسٹھ سال جو کسی ملک اور قوم کے لیے بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، مگر افسوس ہم نے بحیثیت قوم وقت کی قدر نہیں کی ان باسٹھ سالوں میں ہم آگے جانے کے بجائے پیچھے کی جانب گامزن ہیں، ترقی کے نام پر زوال کی جانب ہمارا یہ سفر آج بھی جاری وساری ہے۔ شہیدان وطن کی پاک ارواح جب وطن کے حالات دیکھتی اور سنتی ہوں گی تو ان کے روح پہ لگے گھاؤ مزید گہرے ہو جاتے ہوں گے۔ آج ہم سب نے مل کر سوچنا ہے، ہمارا ملک آمریت کے شکنجے میں پھنس کر بہت پیچھے چلا گیا ہے اور باقی ماندہ رہی سہی کسر ملکی حالات نے پوری کر دی ہے، پاکستان کے حصول کے لیے جس نعرے کا سہارا ہم نے لیا تھا وہ نعرہ کیا تھا؟ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ! جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم برصغیر میں ایک ایسے خطے کے حصول کے خواہشمند ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ہو، اللہ تعالیٰ کا قانون ہو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی حکمرانی نہ ہو، تاریخ کو پڑھیے یہ نعرہ جو ہم نے پاکستان کے حصول کے لیے لگایا تھا وہی نعرہ تھا جو محمد عربی ﷺ نے بھی مکہ کی آزادی کے لیے لگایا تھا اور پھر اللہ کے نبی نے عرب کی سرزمین پر اللہ کی حاکمیت قائم کی، اہل عرب کو شرک گندگیوں سے نکال کر خود ساختہ معبودوں کی غلامی سے آزاد کرایا اور سرزمین عرب پر اللہ کا قانون نافذ کیا مگر بدقسمتی سے ہم ایسا نہ کر سکے، ہم پچھلے باسٹھ سالوں سے ترقی کے نام زوال کی طرف، آزادی کے نام پر غلامی کی طرف، جمہوریت کے نام پر آمریت کی طرف اور روشن خیالی کے نام پر ظلمت کی طرف

جارہے ہیں اس لیے کہ ہم میں سے کسی نے بھی لاالہ الا اللہ کا مطلب سمجھا ہی نہیں۔اس سے بڑی بدقسمتی اور کیا ہوگی کہ جو ملک اللہ تعالیٰ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، اس ملک میں آج تک اللہ تعالیٰ کا نظام نافذ نہیں کیا جاسکا۔ان باسٹھ سالوں میں آج تک ہم عدل وانصاف پرمبنی نظام قائم نہیں کرسکے، تاریخ سے واقفیت رکھنے والے حضرات کے لیے وہ واقعہ کوئی نیا نہیں ہوگا جب ایک عام عورت نے بھرے مجمع میں کھڑے ہوکر خلیفۂ وقت سے پوچھ لیا تھا کہ تمام لوگوں کو مال غنیمت میں سے ایک ایک چادر ملی ہے لیکن آپ کے جسم پر اس وقت دو چادریں موجود ہیں کیوں؟ اس وقت مجمع میں سے خلیفۂ وقت کے بیٹے نے کھڑے ہوکر بتایا کہ یہ چادر میرے حصے کی ہے جو میں نے اپنے والد کو دی اس لیے کو ایک چادر میں ان کا کرتہ نہیں بن پاتا کیونکہ ان کا قد لمبا ہے، تب جاکر اس بڑھیا کو اطمینان ہوا اور وہ بیٹھ گئی۔عدل وانصاف پرمبنی نظام کے قائم ہونے کا وہ واقعہ بھی اہل علم حضرات جانتے ہوں گے جب جنگ عظیم کے دوران برطانیہ کے وزیراعظم چرچل سے کسی نے کہا تھا کہ جنگ ہمارے ملک کے بہت قریب آچکی ہے کچھ کرو، تو اس کے جواب میں چرچل نے سوال کیا کہ، کیا ہمارے ملک میں عدالتیں آج بھی قائم ہیں اور انصاف طلب کرنے والوں کو انصاف فراہم کررہی ہیں؟ سوال کرنے والے نے اقرار میں سر ہلایا تو چرچل نے جو جملے کہے وہ جملے تاریخ کا حصہ بن گئے، اس نے کہا ’’تو گھر جاؤ اور آرام سے جاکر سو جاؤ، اس لیے کہ جب تک اس ملک میں عدالتیں موجود ہوں اور عوام کو انصاف فراہم کرتی رہیں گی اس وقت تک اس ملک کو کسی سے کوئی خطرہ نہیں‘‘۔

اس کے برعکس آج ہمارے ملک میں عدل وانصاف کا معیار کیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بانی پاکستان کے مزار کے احاطے میں ایک معصوم لڑکی کی عزت تارتار کردی جاتی ہے لیکن حکام بالا کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، مقام حیرت ہے کہ جو ملک اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا اس ملک میں باسٹھ سال کے بعد بھی اگر کوئی اٹھ کر نفاذ اسلام کا مطالبہ کرتا ہے تو ان پر گولہ بارود کی بوچھاڑ کردی جاتی ہے لیکن بہن، بیٹی کی عزت پر ڈالنے والے کو کچھ نہیں کہا جاتا، ملکی حالات اس نہج پہ پہنچ چکے ہیں کہ آئے دن ملک عزیز میں خودکش حملے ہورہے ہیں، لیکن حکمرانوں کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں انہیں فکر ہے تو اپنی حفاظت کی، عوام کی حفاظت کا ذمہ دار کون ہے یہ حکمرانوں کا دردسر نہیں، اپنی حفاظت کے لیے آئے دن عوامی خزانے سے کروڑوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں، نت نئی بلٹ پروف گاڑیاں اور حفاظتی آلات بیرون ممالک سے برآمد کیے جاتے ہیں، لیکن عوام کہاں جائیگی اس کی حفاظت کون کرے گا یہ مسئلہ حکمرانوں کا نہیں۔

ملک کے حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ ایک آمر کھڑا ہوتا ہے اور ملک کے آئینی چیف جسٹس کو معزول کردیتا ہے، اس لیے کہ آمر کو خطرہ تھا کہ مستقبل میں اس کے غلط فیصلوں کے خلاف موجودہ چیف جسٹس آڑے آسکتا ہے۔

تاریخ کو پڑھیے ملک ہمیشہ وہی مضبوط ہوتا ہو جہاں عدل وانصاف کا بول بالا ہو اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی ملک کی تعمیر وترقی اور بقاء میں قانون کی پاسداری بہت اہمیت کی حامل ہے، جس سے ہم ابھی تک محروم ہیں، جب تک اس ملک میں امیر اور غریب کے لیے قانون یکساں نہیں ہوجاتا اس وقت تک اس ملک کی ترقی نہیں ہوسکتی۔آج اس مملکت خداداد میں ہر طرف ظلمت کا دوردورا ہے، لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے، ذخیرہ اندوزی اور دولت کی ہوس نے کھانے پینے کی چیزوں کی قیمتیں

آسمان تک پہنچا دی ہیں، قانون کے محافظ ہی قانون کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں چوری، ڈاکہ زنی، لوٹ مار، رشوت خوری، منافع خوری اور بڑھتی مہنگائی اور اس کے باعث پیدا ہونے والی بیروزگاری اور ان سب سے بڑھ کر ہمارے حکمرانوں کی فضول خرچیاں اس ملک کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں، جو بھی برسرِ اقتدار آتا ہے اس ملک کو ناناجی کا گھر سمجھتا ہے۔ عوام کی غربی، عوام کی پریشانی سے اس کو کوئی سروکار نہیں، یوں محسوس ہوتا ہے کہ عوام اس ملک کے حکمرانوں کو چنتے ہی اسی لیے ہیں کہ وہ آئیں اور جس قدر اس ملک سے دولت سمیٹ سکتے ہیں سمیٹ کر لے جائیں۔

یہ بات میں اپنی جانب سے نہیں کہہ رہا 28 مارچ 2008 کو بی بی سی کی ویب سائٹ پر معروف صحافی جناب ہارون رشید صاحب کا ایک کالم ''غریب عوام کے امیر نمائندے'' شائع ہوا جس کے مطابق سابقہ حکمران جماعت کے افراد نے جون دو ہزار سات تک اپنے جو گوشوارے جمع کرائے تھے اس کے حساب سے ہر سابقہ وزیر کروڑوں کا مالک ہے، ایک ایسا ملک جہاں کے رہنے والے عوام بنیادی سہولتوں سے بھی محروم ہوں اور اس ملک کے وزراء کروڑ پتی ہوں تو یہ عوام کے ساتھ بھیانک مذاق کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے، اپنے کالم کے آخر میں محترم ہارون رشید صاحب نے ایک بات بڑی اچھی کہی کہ:

> ''ان گوشواروں کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اراکین نے اپنے اثاثوں کی قیمت موجودہ قیمتوں سے کم بتائی ہے، اس سے ایک اور چیز واضح ہوتی ہے کہ اراکین کے اثاثوں کی کم سے کم حد تو ہے لیکن زیادہ سے زیادہ کا اندازہ لگانا مشکل ہے''۔

وطن عزیز کی موجودہ صورتحال کو دیکھتے ہوئے یقیناً یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ شہیدان وطن کی ارواح ہم سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا پاکستان اسی لیے حاصل کیا گیا تھا؟ تا کہ یہاں امیر، امیر سے امیر تر ہو اور غریب، غریب سے غریب تر؟ کیا پاکستان اسی لیے حاصل کیا گیا تھا کہ ہم غیروں سے دوستی نبھانے کی خاطر اپنوں کے خون کے پیاسے ہو جائیں ان پر چڑھائی کر کے ان کے گھروں کو تہہ تیغ کر ڈالیں؟ شہیدان وطن کا یہ گریہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے کہ دھرتی کی حیثیت ماں کی ہوتی ہے اور ایک ماں کو کیسے چین آئے گا جب اس دھرتی پر اس کے بیٹوں اور بیٹیوں کا خون گرتا رہے گا، اگر پاکستان حاصل کرنے کے لیے یہی سب کچھ کرنا تھا تو کاش ہمیں پہلے بتا دیا ہوتا، تا کہ کم سے کم ہم اپنا چین وسکون یوں نہ برباد کرتے، ہم اپنی بہن، بیٹی اور بیوی کی عزت کو بلوائیوں کے ہاتھوں یوں لٹنے نہ دیتے۔ کل تک اس وطن کی بہن بیٹی کی عزت کو تار تار کرنے والے غیر تھے لیکن آج اس وطن کی بہن اور بیٹی کی عزت کو تار تار کرنے والے نہ تو بلوائی ہیں اور نہ ہی سکھ پھر یہ کون ہیں جو اپنی ہی بہن بیٹی کی عزت کے درپے ہو چلے ہیں!

یہی وہ سندھ کی دھرتی تھی جہاں ایک بہن کی فریاد پر محمد بن قاسم میلوں کا سفر طے کر کے آیا اور سندھ کی سرزمین پر اسلام کا پرچم لہرا دیا لیکن آج یہی سندھ کی دھرتی اور اس کی بیٹی فریاد کناں ہیں کہ اس کی عزت کے رکھوالے ہی اس کی عزت کے درپے ہو چلے ہیں، کیا وطن عزیز کے لیے یہ قربانیاں اسی وقت کے لیے دی گئیں تھیں کہ اس ملک کے خلاف جاسوسی کرنے والے قومی مجرم کو ہیرو بنا کر ہمارے ملک کے عالی مرتبت وزیر خود بنفس نفیس اس کے ملک کی سرحد تک خیر سگالی کے جذبے کے تحت الوداع کہنے جائیں اور جواب میں دیارِ غیر سے اس وطن کی بوڑھی ماں اپنے بیٹے کی لاش کو وصول کرے، جس کی

بوڑھی نمناک آنکھیں اپنے جواں بیٹے کی لاش وصول کرتے ہوئے اس ملک کے ہر بااختیار سے یہ سوال کررہی تھیں کہ آخر میرے بیٹے کا جرم کیا تھا؟ جس کی پاداش میں اس کی جان لے لی گئی، ماں تو ماں ہوتی ہے ماں کا غم تو آسمان کو بھی ہلا دیتا ہے تو پھر کیوں اس ملک کے صاحب اقتدار لوگوں کے دل نہ پسیجے، اگر اس کا جرم تھا تو صرف یہ کہ وہ ایک پاکستانی اور مسلمان تھا۔

گستاخی معاف لیکن یہ گلہ ہر محبِّ وطن شہری کا ہے یہ شکوہ ہر مخلص مسلمان کا ہے یہ گلہ وطن عزیز میں رہنے والے ہر اس فرد کا ہے جس کے آباؤاجداد نے اس خطے کو حاصل کرنے کی خاطر اپنے گھربار لٹادیئے۔ یہ ملک ان شہیدان وطن کا خواب تھا جن کی تعبیر دیکھنے سے پہلے وہ اپنے رب سے جا ملے لیکن پھر بھی ان کو یقین تھا کہ قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔

جناب وزیراعظم صاحب آپ کو اس وطن کی باگ ڈور مبارک! ہمارے وطن کے عوام نے آپ کی پارٹی کو چنا ہے آپ کو ملک عزیز کا بارِگراں سونپا ہے، آج ہم اور ہمارا ملک جس قسم کے گھمبیر مسائل کا شکار ہیں ان مسائل کا ادراک یقیناً آپ کو ہوگا۔ خدارا اس کرسی پہ بیٹھتے وقت سندھ کی اس بہن اور بیٹی کی فریاد کو مت بھولیے گا جو آج بھی انصاف کی منتظر ہے قبل اس کے اس کی آہ کو آسمان پر بیٹھا ربِّ کریم سن لے، اسی کے ساتھ ساتھ ان شہیدان وطن کی ارواح کے سوالات بھی آپ کے سامنے ہیں کہ انہوں نے یہ قربانیاں کیسا پاکستان حاصل کرنے کے لیے دیں تھیں اور آج کا پاکستان کیسا ہے؟ آپ مالک ہیں جو چاہیں تو آنے والے پاکستان کی تعمیر و ترقی میں ان شہیدوں کی لازوال قربانیوں کی لاج رکھ کر آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک روشن مثال قائم کردیں اور چاہیں تو ان شہیدان وطن کی صداؤں کو پس پشت ڈال دیں، فیصلہ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے، اپنے پیشروؤں کی طرح انہیں مایوس مت کیجئے گا۔ ان کے مسائل آپ کے مسائل ہیں، خدا نے آپ کو یہ ذمہ داری سونپی ہے اس ذمہ داری کا پاس ضرور رکھیئے گا......!!!